

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک وضاحت

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفى، اما بعد!

ایک سوال بہت سے فضلاء مرکز اور دیگر حضرات کی طرف سے مسلسل مجھے موصول ہو رہا ہے کہ مولانا زبیر حسین صاحب کی نئی کتابوں کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ کتابیں مجھ سے مذاکرہ کے بعد لکھی گئی اور میں ان کے مندرجات سے متفق ہوں، بعض کہتے ہیں ان میں ٹیٹل کردہ چیزیں مرکز کے خیالات سے متفق ہیں، اس لئے اس بارے میں حقیقت حال کی وضاحت ضروری معلوم ہوئی۔

قصہ یہ ہے کہ غالباً ۱۴۳۲ھ کے کسی مہینے میں مولانا زبیر صاحب نے کہیں ٹیٹل کتابت کردہ اپنا ایک مقالہ میرے پاس لے آئے، جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا: "دارالعلوم دیوبند" آگے اور کچھ لکھا ہوا نہیں تھا، انھوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہا، اور بتایا کہ (قلیبی سال کے آخر میں) بیت النور مدہ رس کی "شمارک کر تھو" میں یہ شائع ہونے کی بات ہے، مقالہ میں کیا لکھا اس بارے میں انھوں نے کچھ نہیں بتایا، یہ بتایا کہ اس میں قابل غور اور نازک امور سے تعرض کیا گیا ہے۔

سال ختم ہو گیا میں وہ مقالہ دیکھ نہ سکا، اور معلوم ہوا کہ شمارک میں یہ مقالہ شائع بھی نہیں ہوا، پھر میں نے سوچا کہ چلو اب ایک سال کا وقت طی کیا کیونکہ آئندہ شمارک تو آئندہ قلیبی سال کے آخری میں شائع ہو گا، اس سے پہلے پہلے ان شاء اللہ دیکھ لیں گے۔

اس کے بعد دو تین بار انھوں نے مجھے اس مقالے کے بارے میں یاد دہانی کی تھی، میں نے اس کا سنا بھی شروع کر دیا تھا، شروع سے چند صفحات سنے تھے۔ پھر توقف ہو گیا، پھر دو تین بار کے بعد سنا کہ ان کی کتاب چھپ گئی، حلقہ بگھڑوں سے اس کے مضامین کے بارے میں استدلال شروع ہو گیا، میں نے ایک خط منکوا یا، سرسری دیکھا تو بڑا تعجب ہوا، کیونکہ انھوں نے ایک بار بھی مجھے یہ نہیں بتایا کہ اس میں قابل غور امور ہیں جو سمجھ گچھ ہیں کہ نہیں یا عمومی اشاعت کے لائق ہے کہ نہیں اس کے بارے میں آپ کی رائے مطلوب ہے، اس لئے آپ اسے دیکھیں ورنہ میں اسے یوں ہی چھاپ دوں گا!!

خیر بعد میں وقت نکال کر میں نے اسے کھل مطالعہ کیا ہے، قابل اعتراض امور نوٹ بھی کئے، تاکہ ان سے مذاکرہ کیا جاسکے، بعد میں ملاقات کے وقت میں نے اجمالاً ان کی اس کتاب پر نگہ کر لی ہے کہ اس میں بعض امور قابل اعتراض اور قابل نظر ثانی ہیں، اور اسلوب عرض تو بالکل منکر ہے، اور اس پر ان سے تفصیلی مذاکرہ کرتا ہے یہ بھی ان کو بتا دیا تھا، اور جب ۱۴۳۸ھ کو مرکز کے

سابق طلبہ کی مجلس مذاکرہ کے دن ان سے میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اس پر مذاکرے سے پہلے یہ دوبارہ نہ چھائی، لیکن وہ مذاکرہ اب تک نہ ہوا لیکن دور سالہ اب تک شائع ہی ہو رہا۔

ان کی دوسری کتاب کا قصہ یہ ہے کہ اس کا مسودہ بھی میرے پاس نہیں آیا نہ اس کا نام یا موضوع کا مجھے کوئی علم تھا، ایک دفعہ وہ غالباً اپنے بیٹے کو دیکھنے مدرسہ الدینہ آیا تھا، جاتے یا آتے وقت مجھ سے بھی ملے، اور ہنسنے پھنسنے کہہ رہے تھے کہ میں نے سوچا کہ اور بھی کتابیں منظر عام پر آجائیں پھر سب پر ایک ساتھ مذاکرہ ہو جائے، میں نے صاف عرض کر دیا کہ ایسا ہرگز نہ کریں، جو رسالہ چھپ گیا اس پر پہلے مذاکرہ ہو جائے اس سے پہلے کوئی اور کتاب نہ چھائی۔

ایک دو ماہ کے بعد سنا کہ ان کی ایک اور کتاب چھپ گئی ہے، اس کا نسخہ بھی میں نے ہزار سے منگوایا ہے، اور اسے بھی مطالعہ کیا اور دل جبرج ہو، کیونکہ کتاب میں جو اچھی باتیں تھیں، اور بعض منکروں پر جو تکمیر کی گئی تھی ان کی افلاحت بھی کتاب کے جہازانہ اور تحکمانہ اسلوب کی وجہ سے مدح و تحسین ہو گئی، اور جو باتیں سرے سے قابل اعتراض یا مشکوک ہیں وہ تو اس سے الگ۔ اور تیسری کتاب کے بارے میں مجھے اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ کوئی کتاب آرہی ہے، جب سنا تو اس کے بھی نسخے ہزار سے منگوائے رکھے، لیکن مطالعہ کتاب تک موقع نہیں ملا۔

ایک مرتبہ انھوں نے "الحکم بغير ما نزل الله" پر ایک مضمون پیش کیا، میں نے اسے مطالعہ کیا اور مذاکرہ کے لیے بلایا، مذاکرہ ہوا بھی تھا، میں نے اسے مطلق وجہ تکفیر قرار دینا اور اس کی بنیاد پر عمومی تکفیر کرنے کی مخالفت کی، اور مختلف امور پر نوٹ دیے، اور قابل تحقیق حلقہ دیگر کچھ امور بھی نوٹ کر دوائے، کچھ دنوں کے بعد اسی مقالے کو عربی میں پیش کیا، جو پہلے سے ذرا مختلف تھا، اور میرے ملاحظیات کا جواب الگ سے عربی ہی میں لکھا، میں نے ان سب کو دیکھا، ان میں میرے اشکالات کے جواب دیئے کی کوشش کی گئی، لیکن اصل اشکال اب بھی باقی تھا، اور متعلقہ جن امور کی تحقیق کے لیے کہا گیا تھا ان کا ان کا نفاذ میں کوئی خاص تذکرہ نہیں تھا، میں نے انھیں کا نفاذ وصول ہونے کی اطلاع دے دی، بعد میں ملاقات پر براہ راست بھی کہا، کہ آج کل میں ہلال کے کام میں مصروف ہوں یہ کام ختم ہونے کے بعد ہم ان شاء اللہ دوبارہ مذاکرہ کے لیے بیٹھیں گے، ہلال کا کام ختم ہونے میں وقت لگا، جب ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ کو میں اس کام سے فارغ ہوا تو ان کو طلب کیا معلوم ہوا کہ اب ان کا نکلنا یا کسی مجلس میں شرکت کرنا محض وہ ہو گیا، اس لیے اب مذاکرہ کے لیے جمع ہونا مشکل ہے، یہ عارضی حالت ختم ہو پھر ممکن ہے۔

۲۴ شعبان ۱۴۳۸ھ کو وہ خود آکر ایک بڑی تحریر دے گئے جس میں رجب ۱۴۳۸ھ کی مجلس مذاکرہ پر انھوں نے منسل تبصرہ کیا ہے، یہ تبصرہ میں نے چند مہینوں کے بعد مطالعہ کیا، وہی جہازانہ اور تحکمانہ اسلوب، مصلحتات القلم واللسان من غیر موجب و بہان کے بہت نمونہ اس تحریر میں موجود ہے۔

پھر ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ کو ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابراہیم صدیق کے واسطے سے ان کا ایک اور خط ملا، لیکن یہ خط اور وہ تحریر یا ان کی کتابوں اور مقالات کے بارے میں مذاکرہ کا موقع اب تک نہیں ہوا!

مذہبہ تعلیمی سال غلام ۱۴۳۰ھ کے اوائل میں ایک طالب علم جن سے میرا تعارف نہیں مولانا زبیر صاحب کی طرف آئے اور "کوئی جذباتی تروں۔" مولانا ابو مصعب کا نسخہ پیش کیا، ان کے ساتھ بلا نام ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ جب تک آپ منع نہیں کریں گے میں مرکز میں آتا رہوں گا، جب بلائیں گے تب تو ضرور، لیکن اس وقت مناسب نہیں سمجھ رہا ہوں۔ اور سال کر دیا اس سلسلہ (جس کی پہلی کتاب حاضر ہے) میں ہمارے دعاوی مسلسل طور پر آتے رہیں گے۔

اس طالب علم نے بتایا کہ ابو مصعب سے مراد مولانا زبیر صاحب ہیں، اس نے وہ تحریر بھی مجھ سے واپس لے لی۔ یہ ہے چراقصہ، پورے سیاق و سباق کے ساتھ میں نے پیش کر دیا، اس سے امید ہے کہ یہ بات صاف ہوگئی کہ طلبہ کے برادری میں جو بات شائع ہو رہی ہے کہ ان کتابوں میں میرا مشورہ شامل ہے یا ان کتابوں کی مندرجات اور دعوت سے مرکز المدعوہ متعلق ہے یہ بات صحیح نہیں۔

مرکز کے احباب بھی اور دوسرے بہت سے حضرات بھی بار بار مجھے کہہ رہے ہیں کہ ان کتابوں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں، حضرت مولانا دلاور حسین صاحب نے بھی فون پر اور بوقت ملاقات بتایا کہ اس پر کوئی تحریر ضرور آنی چاہیے، انھوں نے یہ بھی بتایا کہ بعض لوگ میرے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ میں ان سے متعلق ہوں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے ہر ایک کو اجمالاً کہا کہ جو باتیں صحیح ہیں اس سے تو سب ہی متعلق ہیں، جس نے بھی لکھی جہاں بھی لکھی، باقی ان کتابوں میں قابل اعتراض اور قابل نظر ثانی باتیں موجود ہیں، اور اسلوب ہر کتاب کا بڑا منکر اور موحش ہے، ان کتابوں کا کوئی ضرر یہ ہے کہ ان سے قارئین کے درمیان بے فائدہ انتشار اور تشویش پیدا ہو رہی ہے، طلبہ کو اساتذہ سے اور چھوٹوں کو بڑوں سے منقطع کرنا یہ ان کی بڑی معزتوں میں سے ہے، باقی جو غلط افکار اور غلط پیغام ان کتابوں سے شائع ہو رہے ہیں ان کا معاملہ الگ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتابیں معیار تحقیق سے فروتر ہیں، کوئی بھی صاحب بصیرت ہائیز صاحب علم مطالعہ کر کے اور متعلقہ حوالوں کی مراجعت کر کے اس کا اندازہ کر سکتا ہے۔

ان کتابوں میں جو اچھی باتیں تھیں، اور مختلف منکرات کی جو نفاذ کی گئی تھی ان کی افادیت بھی چار ماہ اسلوب کی وجہ سے اور غلط صحیح، اور واضح و مشتبہ کی تحلیل کی وجہ سے ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ ان کو فکری اعتدال نصیب فرمائے، ان کے علم کو نافع بنائے، اور ہم سب کو عافیت و سلامت کی نعمت سے نوازے۔ آمین۔

بندہ محمد عبدالملک غفرلہ

۲۲ رجب ۱۴۳۰ھ